© rasailojaraid.com

تحقیق و تنقید

محمد رفیق چودھری

کیا کوئی رسول کبھی قتل نہیں ہوا؟

دورِ جدید کے بعض تجدد پسند حضرات نے نبی اور رسول کے درمیان منصب اور درجے کے لحاظ سے فرق و امتیاز کی بحث کرتے ہوئے یہ نکتہ آفرینی بھی فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبیوں کو تو اُن کی قوم بعض اوقات قتل بھی کردیتی رہی ہے مگر کسی قوم کے ہاتھوں کوئی رسول کبھی قتل نہیں ہوا۔ یہ لوگ اس امر کو ایک اُصول، ایک عقیدہ اور قانونِ الٰہی قرار دیتے ہیں کہ نبی کے لئے وفات پانے یا قتل ہونے کی دونوں صورتیں تو ممکن ہیں مگر رسول کبھی قتل نہیں ہوسکتا۔

چنانچہ جناب جاوید احمد غامدی کے امام صاحب مولانا امین احسن اصلاحی سورۂ ق کی آیت ۱۴ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

''رسول کا کسی قوم کے ہاتھوں قتل ہونا ثابت نہیں ہے۔'' (تدبر قرآن: ۵۴۲/۷)

پھر اپنے امام صاحب کے اس متن کی گول مول شرح جاوید احمد غامدی صاحب نے یوں بیان فرمائی ہے کہ

''رسولوں کے بارے میں اس اہتمام کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ خدا کی زمین پر خدا کی کامل حجت بن کر آتے ہیں۔ وہ آفتابِ نیم روز کی طرح قوم کے آسمان پر چمکتے ہیں۔ کوئی دانا و بینا کسی دلیل و برہان کی بنا پر اُن کا انکار نہیں کرسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کو کسی حال میں ان کی تکذیب کرنے والوں کے حوالے نہیں کرتا۔ نبیوں کو ہم دیکھتے ہیں کہ ان کی قوم ان کی تکذیب ہی نہیں کرتی، بارہا اُن کے قتل کے درپے ہوجاتی ہے اور ایسا ہوا بھی ہے کہ وہ اس میں کامیاب ہوجاتی ہے...... لیکن قرآن ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ رسولوں کے معاملے میں اللہ کا قانون اس سے مختلف ہے۔''

(ماہنامہ 'اشراق' اگست ۱۹۸۸ء صفحہ ۶۸ نیز 'میزان' حصہ اوّل، صفحہ ۲۱ مطبوعہ مئی ۱۹۸۵ء)

پھر مزید ارشاد فرمایا ہے کہ

© rasailojarai.com

''نبی اپنی قوم کے مقابلے میں ناکام ہوسکتا ہے، لیکن رسولوں کے لئے غلبہ لازمی ہے۔''

(میزان حصہ اوّل، صفحہ ۲۳، مطبوعہ مئی ۱۹۸۵ء)

مگر ان متجددین اور منکرینِ حدیث کی یہ نکتہ طرازی بالکل غلط ہے اور خود قرآن مجید کے نصوص اور واضح احکام کے خلاف ہے۔ قرآنِ مجید کی اکثر آیات اس قدر واضح اور صریح انداز میں (عبارۃ النص کے طریقے پر) اس حقیقت کو بیان کرتی ہیں کہ انبیاے کرام کی طرح رسولوں کا قتل ہوجانا بھی ایک امر واقعہ ہے۔

قرآنِ مجید کے نصوص

قرآنِ مجید کے جن نصوص کی بنیاد پر ہم اس 'نئے عقیدے' اور اس 'نرالے اُصولِ دین' کو غلط قرار دیتے ہیں، ان کی تفصیل یہ ہے:

① سورۂ آلِ عمران میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ دوسرے رسولوں کی طرح حضرت محمد ﷺ کے لئے بھی وفات پانے یا قتل ہوجانے کی دونوں صورتوں کا امکان موجود ہے۔ گویا آپ ؐ کو طبعی موت بھی آسکتی ہے اور آپ ؐ مقتول بھی ہوسکتے ہیں:

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَائِنْ مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلَى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللهَ شَيْئًا﴾

''اور محمد ؐ تو بس ایک رسول ہیں۔ ان سے پہلے اور بھی رسول گزر چکے ہیں۔ پس اگر یہ وفات پاجائیں یا قتل ہوجائیں تو کیا تم اُلٹے پاؤں واپس چلے جاؤ گے اور جو کوئی بھی اُلٹے پاؤں واپس چلا جائے گا وہ اللہ کا کچھ بھی نقصان نہ کرے گا۔'' (آلِ عمران:۱۴۴)

② سورۂ بقرہ میں بنی اسرائیل سے فرمایا گیا کہ

﴿أَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوَى أَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ﴾ (البقرۃ:۸۷)

''تو کیا جب کبھی کوئی رسول تمہارے پاس وہ چیز لے کر آیا جو تمہارے نفس کو پسند نہ آئی تو تم نے تکبر کی راہ اختیار کی۔ پھر بعض کو تم نے جھٹلایا اور بعض کو تم قتل کرتے تھے۔''

اس آیت سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل کے ہاتھوں کئی رسول قتل ہوئے تھے۔

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com

③ سورۂ مائدہ میں ارشاد ہوا کہ

﴿لَقَدْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَأَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ رُسُلًا كُلَّمَا جَاءَهُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَى أَنفُسُهُمْ فَرِيقًا كَذَّبُوا وَفَرِيقًا يَقْتُلُونَ﴾ (المائدۃ:۷۰)

''بیشک ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا اور ان کے پاس کئی رسول بھیجے۔ جب کبھی کوئی رسول انکے پاس وہ چیز لایا جو اُن کو پسند نہ آئی تو بعض کو وہ جھٹلاتے اور بعض کو قتل کر ڈالتے تھے۔''

اس آیت سے بھی صریح طور پر معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل نے اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کئی رسولوں کو قتل کیا تھا۔

④ سورۂ آلِ عمران میں بنی اسرائیل کے بارے میں ارشاد ہوا کہ

﴿الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ عَهِدَ إِلَيْنَا أَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُولٍ حَتَّىٰ يَأْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَأْكُلُهُ النَّارُ قُلْ قَدْ جَاءَكُمْ رُسُلٌ مِّن قَبْلِي بِالْبَيِّنَاتِ وَبِالَّذِي قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوهُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ﴾ (آلِ عمران:۱۸۳)

''یہ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ نے ہمیں حکم دیا تھا کہ ہم کسی رسول پر ایمان نہ لائیں جب تک وہ ہمارے سامنے ایسی قربانی نہ پیش کرے جسے آگ کھا جائے۔ آپ کہہ دیجئے کہ مجھ سے پہلے تمہارے پاس کئی رسول آئے، نشانیاں لے کر اور اس چیز کے ساتھ جسے تم کہہ رہے ہو، پھر تم نے ان کو قتل کیوں کیا؟ اگر تم سچے ہو۔''

اس مقام پر بنی اسرائیل کے بارے میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ ان کا دعویٰ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن سے یہ عہد کر رکھا تھا کہ وہ کسی ایسے رسول پر ایمان نہ لائیں جو ان کے سامنے نیاز یا قربانی کو آسمانی آگ سے نہ جلا دکھائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس دعوے کا یہ جواب دیا ہے کہ اے نبیؐ! آپؐ ان سے کہہ دیں کہ اگر یہی بات ہے تو جو رسول اور پیغمبر اُن کے پاس دلائل اور مذکورہ معجزہ بھی لاتے رہے، اُن کی اُنہوں نے تکذیب کیوں کی تھی اور ان میں سے بعض کو قتل کیوں کیا تھا؟

قرآن مجید کے یہ واضح نصوص ہیں جن سے صریح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبیوں کی طرح رسول بھی بعض اوقات اپنی قوم کے ہاتھوں قتل ہوئے ہیں۔ بالخصوص بنی اسرائیل کے بارے میں ارشاد ہوا کہ اُنہوں نے بہت سے رسولوں کو نہ صرف جھٹلایا تھا بلکہ اُن

www.KitaboSunnat.com

© rasailojarail.com

کو قتل بھی کر ڈالا تھا۔ مذکورہ دلائل و براہین کے بعد یہ دعویٰ کرنے کی کیا گنجائش باقی رہ جاتی ہے کہ قانون الٰہی یہی رہا ہے کہ کبھی کوئی رسول کسی قوم کے ہاتھوں قتل نہیں ہوا؟

متجد دین کا فکری تضاد

متجددین حضرات کے ہاں فکری تضاد کی بہت فراوانی ہے۔ یہ لوگ ایک جگہ ایک بات کا اقرار کرتے ہیں تو دوسرے مقام پر اُسی کا انکار کر دیتے ہیں اور لطف یہ ہے کہ اپنی اس تضاد بیانی کو 'علم و تحقیق' کا نام دیتے ہیں۔

حدِ رجم کا معاملہ ہو یا اجماعِ اُمت کے کسی فیصلے کا، خبر واحد کی حجیت کی بات ہو یا صحیح احادیث کے واجب العمل ہونے کی۔ جہاد کی بحث ہو یا مرتد کی سزا کی، عورت کی گواہی کا معاملہ ہو یا اُس کی دیت کا......غرض یہ لوگ ہر جگہ فکری تضاد اور ذہنی انتشار کا شکار نظر آتے ہیں۔ اپنے من گھڑت اُصولِ دین کے ذریعے یہ حضرات پورے دین اسلام کا تیاپانچا کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ دوسرے کو دھوکا دیتے اور حقیقت میں خود دھوکا کھاتے ہیں!!

اب ہم ان کے فکری تضاد کو ان کے اپنے الفاظ میں واضح کریں گے۔ ان شاء اللہ

① آلِ عمران کی آیت ۱۴۴ کی تفسیر کرتے ہوئے مولانا اصلاحی صاحب لکھتے ہیں کہ

> ''مطلب یہ ہے کہ جس طرح دنیا میں بہت سے رسول گزرے ہیں، اسی طرح محمد (ﷺ) بھی اللہ کے رسول ہیں۔ جس طرح کی آزمائشیں اور مصیبتیں دوسرے رسولوں کو پیش آئیں، اسی طرح کی آزمائشیں اور مصیبتیں انہیں بھی پیش آ سکتی ہیں۔ جس طرح تمام رسولوں کو موت کے مرحلہ سے گزرنا پڑا، اُنہیں بھی ایک دن وفات پانا ہے۔ ان کے رسول ہونے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ یہ وفات نہیں پائیں گے یا قتل نہیں ہوسکتے یا کسی مصیبت یا ہزیمت کا اِبتلا انہیں پیش نہیں آ سکتا۔ اگر کسی نے اس غلط فہمی کے ساتھ اسلام قبول کیا تھا اور اب اُحد کے حادثے کے بعد کسی تذبذب میں مبتلا ہوگیا ہے اور وہ از سرنو جاہلیت کی زندگی کی طرف پلٹ جانا چاہتا ہے تو پلٹ جائے، وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑے گا بلکہ اپنی ہی دنیا اور آخرت برباد کرے گا۔''
>
> (تدبر قرآن: ۲/۱۸۵،۱۸۶)

اس سے معلوم ہوا کہ مولانا صاحب کے بیان کے مطابق یہ غلط فہمی ہے کہ کوئی رسول قتل

© rasailojarald.com

نہیں ہوسکتا۔ اب ایک اور مقام پر دیکھئے۔

② آلِ عمران آیت ۱۸۳ کی تفسیر کرتے ہوئے مولانا اصلاحی صاحب لکھتے ہیں:

''اُن سے کہہ دو کہ مجھ سے پہلے ایسے رسول آچکے ہیں، جو نہایت واضح نشانیاں لے کر آئے اور وہ معجزہ بھی اُنہوں نے دکھایا جس کا تم نے ذکر کیا تو تم نے ان کو قتل کیوں کیا؟ تمہارا یہ فعل تو اس بات کی گواہی دے رہا ہے کہ تم اپنی اس بات میں بھی جھوٹے ہو۔ اگر تم کو یہ معجزہ بھی دکھایا جائے گا جب بھی اپنی اسی ضد پر اَڑے رہو گے اور ایمان نہ لانے کا کوئی اور بہانہ تلاش کرلو گے۔'' (تدبر قرآن:۲/۲۲۰،۲۲۱)

مولانا کے اس بیان سے واضح ہے کہ کئی رسولوں کو اُنہوں (بنی اسرائیل) نے قتل کیا تھا۔

③ پھر اسی کتاب میں مولانا اصلاحی صاحب سورۂ مائدہ کی آیت ۷۰ کی تفسیر کرتے ہوئے بنی اسرائیل کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

''فرمایا کہ ان سے جس کتاب و شریعت کی پابندی کا عہد لیا گیا تھا اور جس کی تجدید اور یاددہانی کے لئے اللہ نے یکے بعد دیگرے اپنے بہت سے رسول اور نبی بھیجے، اس عہد کو اُنہوں نے توڑ دیا اور جو رسول اس کی تجدید اور یاددہانی کے لئے آئے ہیں، ان کی باتوں کو اپنی خواہشات کے خلاف پاکر یا تو ان کی تکذیب کردی یا اُن کو قتل کردیا۔'' (تدبر قرآن:۲/۵۶۶)

اس جگہ بھی مولانا صاحب نے اپنے ابتدائی دعوے کے خلاف رسولوں کے قتل ہونے کو تسلیم کیا ہے۔ اس طرح مولانا اصلاحی صاحب ایک ہی سانس میں رسولوں کے قتل ہونے کا انکار بھی کردیتے ہیں اور اقرار بھی کرلیتے ہیں۔ ع

جناب شیخ کا نقشِ قدم یوں بھی ہے اور یوں بھی!

تو جناب یہ ہے تدبر قرآن اور قرآن پر 'تدبر' کرنے اور اس پر 'تحقیق' کرنے کا وہ انوکھا انداز جس سے بے چارے تمام مفسرین کرام محروم رہے ہیں۔

مولانا اصلاحی صاحب نے اپنی تفسیر اور اپنی دوسری تالیفات میں فکری تضادات کے بہت سے شاہکار 'تحقیق' کے نام سے پیش کئے ہیں جن کو میں نے اپنی کتاب 'حدِ رجم' میں بے نقاب کردیا ہے۔ ان میں سے چند ایک یہ ہیں کہ

© rasailojaraid.com

☆ شادی شدہ زانی کے لئے رجم کی سزا ہے بھی اور نہیں بھی ہے۔

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات بھی پا چکے ہیں اور اُن کی وفات نہیں بھی ہوئی ہے۔

☆ وہ ابلیس فوت ہو چکا ہے جس نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا تھا اور وہ ابھی تک زندہ بھی ہے۔

☆ احادیث دین میں حجت بھی ہیں اور حجت نہیں بھی ہیں۔

☆ اجماعِ اُمت حجت بھی ہے اور حجت نہیں بھی ہے۔

☆ خبر واحد حجت ہو بھی سکتی ہے اور حجت نہیں بھی ہو سکتی۔

☆ بائبل تحریف شدہ بھی ہے اور اس سے شریعت کے احکام بھی مستنبط کئے جاسکتے ہیں۔

☆ اسلامی حدود وتعزیرات وحشیانہ بھی ہیں اور منصفانہ بھی۔

☆ سنت سے قرآن کے کسی حکم کی تخصیص یا تحدید وتقیید ہو بھی سکتی ہے اور نہیں بھی ہو سکتی۔

☆ قرآنِ مجید میں قراءات کا اختلاف درست بھی ہے اور غلط بھی۔

☆ جارحانہ جہاد جائز بھی ہے اور ناجائز بھی۔

متجددین اور منکرینِ حدیث کی تحریروں اور تقریروں میں کثرت سے فکری تضادات پائے جاتے ہیں۔ یہ لوگ ایک جگہ ایک اُصول کو مانتے ہیں، دوسری جگہ اسی اُصول کا انکار کردیتے ہیں کبھی علماے اُمت کو حجت اور دلیل مانتے ہیں اور کبھی ان کی تحقیر اور استخفاف کرنے لگ جاتے ہیں۔ غرض 'دروغ گورا حافظہ نباشد' والی بات ان پر پوری طرح صادق آتی ہے۔

دراصل دین اسلام ایک اکائی ہے اور ایک مربوط نظامِ فکر وعمل ہے۔ جو شخص اس عمارت میں سے کوئی ایک اینٹ بھی اُس کی جگہ سے اُکھیڑے گا تو اس سے پوری عمارت متاثر ہوگی اور دیکھنے والی نگاہ فوراً اس خرابی پر پڑے گی اور نقص کی نشاندہی کردے گی اور گمراہی نظر آجائے گی۔ اس سے پہلے بھی ہم 'محدث' کے صفحات میں متجددین اور منکرین حدیث بالخصوص مولانا امین احسن اصلاحی اور ان کے اندھے مقلد جناب جاوید احمد غامدی کے افکار ونظریات کا تنقیدی جائزہ لیتے رہے ہیں اور ان شاء اللہ آئندہ بھی ہم اُن کی ایک ایک تاویلِ فاسد اور گمراہی کو بے نقاب کرتے رہیں گے۔